OPEN ACCESS

Al-Marjān Research Journal

Open Access
Al-Marjān
Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Contemporary Issues of the Muslim Ummah, the Challenges It Faces, and Their Remedies: A Comprehensive Study in the Light of the Seerah of the Prophet Muhammad (ﷺ)

امتِ مسلمہ کے عصری مسائل، درپیش چیلنجز اور ان کا تدارک: سیرتِ طیبہ ﷺ کی روشنی میں جامع مطالعہ

Authors Details

1. **Dr. Tahira Firdous** (Corresponding Author)
   Assistant Professor, University of Balochistan, Quetta, Pakistan.
   Email: **drtahirairfan@gmail.com**

Citation

Firdous, Dr. Tahira."Contemporary Issues of the Muslim Ummah, the Challenges It Faces, and Their Remedies: A Comprehensive Study in the Light of the Seerah of the Prophet Muhammad (ﷺ)." *Al-Marjān Research Journal* 4, no.1, Jan-Mar (2026): 18– 30.

Submission Timeline

Received: Dec 03, 2025
Revised: Dec 17, 2025
Accepted: Dec 27, 2025
Published Online: Jan 05, 2026

Article QR

Publication & Ethics Statement

Published by *Al-Marjān Research Center*, Lahore, Pakistan.

© The Authors. No conflict of interest declared.

This is an open access article distributed under the terms of the **Creative Commons Attribution 4.0 International License (CC BY 4.0).**

CC BY

ADL ASIAN DIGITAL LIBRARY | INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL | ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE | HJRS HEC Journal Recognition System | DRJI Directory of Research Journal Indexing

Contemporary Issues of the Muslim Ummah, the Challenges It Faces, and Their Remedies: A Comprehensive Study in the Light of the Seerah of the Prophet Muhammad (ﷺ)

امتِ مسلمہ کے عصری مسائل، درپیش چیلنجز اور ان کا تدارک: سیرتِ طیبہ ﷺ کی روشنی میں جامع مطالعہ

☆ ڈاکٹر طاہرہ فردوس

Abstract

The Muslim Ummah is currently facing multidimensional challenges that threaten its ideological, political, economic, and social existence. These challenges can broadly be classified into internal and external dimensions, which are deeply interconnected and cannot be addressed in isolation. External challenges include global political dominance, military interventions, economic exploitation, and ideological manipulation by powerful Western nations, particularly after major global events such as the Gulf War and 9/11. Islam has been deliberately misrepresented through media propaganda, where concepts such as Jihad are wrongly associated with terrorism, creating fear and misunderstanding among future generations. Alongside these pressures, the Muslim world also suffers from severe internal challenges, including political instability, lack of unity, intellectual stagnation, moral decline, and self-imposed weakness. Historical analysis reveals that the decline of Muslim societies was not solely due to foreign aggression, but largely resulted from internal disunity, loss of purpose, and departure from Islamic principles. This paper argues that blaming external forces alone is insufficient unless the Muslim Ummah engages in sincere self-accountability and reform. In this critical historical phase, the Seerah of the Prophet Muhammad (ﷺ) provides a comprehensive framework for revival, emphasizing faith, unity, moral integrity, strategic wisdom, and reliance on Allah. The study concludes that the future of humanity and the Muslim Ummah depends upon reviving the spirit of Prophetic guidance and transforming it into practical action at both individual and collective levels.

Keywords: Muslim Ummah, Internal Challenges, External Challenges, Global Hegemony, Islamic Identity, Seerah of the Prophet (ﷺ), Revival.

تعارفِ موضوع

عصرِ حاضر میں امتِ مسلمہ ایک ایسے ہمہ جہت بحران سے دوچار ہے جس کی مثال ماضی میں کم ہی ملتی ہے۔ فکری انتشار، سیاسی عدم استحکام، معاشی زوال اور تہذیبی یلغار نے مسلم معاشروں کو اندر سے کمزور اور باہر سے غیر محفوظ بنا دیا ہے۔ ان حالات میں امتِ مسلمہ کو درپیش چیلنجز کو دو بنیادی حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: داخلی اور خارجی۔ تاہم حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں ایک ہی چیلنج کے دو رخ ہیں اور ایک کو نظر انداز کر کے دوسرے کا حل ممکن نہیں۔

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، یونیورسٹی آف بلوچستان، کوئٹہ، پاکستان۔

عالمی سطح پر طاقتور اقوام اسلام اور مسلمانوں کو اپنے مفادات کے لیے خطرہ تصور کرتی ہیں اور سیاسی، عسکری، معاشی اور ابلاغی قوتوں کے ذریعے مسلم دنیا کو دبائے رکھنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ دوسری جانب امتِ مسلمہ خود بھی انتشار، مقصدیت کے فقدان، فکری کمزوری اور عملی زوال کا شکار ہے۔ اس مقالے کا مقصد ان داخلی و خارجی چیلنجز کا سنجیدہ تجزیہ کرنا اور سیرتِ طیبہ ﷺ کی روشنی میں ایسے اصول اور رہنما خطوط پیش کرنا ہے جو امت کو موجودہ بحران سے نکال کر فکری و عملی احیاء کی راہ پر گامزن کر سکیں۔

امت مسلمہ کے بیرونی اور اندرونی چیلنجز

امت مسلمہ کے چیلنجز کو دو حصوں میں بانٹا جا سکتا ہے ایک ہے بیرونی چیلنج اور دوسرا اندرونی چیلنج۔

چیلنج کا ادراک؛

بیرونی اور اندرونی چیلنجز دراصل ایک ہی چیلنج کے دو پہلو ہیں۔ دونوں کو ایک دوسرے سے الگ الگ نہیں کیا جا سکتا اور ایک کا مقابلہ دوسرے کو نظر انداز کر کے کرنا ممکن نہیں۔ ایک طرف دنیا کی غالب طاقتیں اور ان کی حلقہ بگوش قومیں ہیں۔ ان طاقتوں نے اسلام اور مسلمانوں کو اپنے لئے مستقبل کا سب سے بڑا خطرہ قرار دے لیا ہے اسی لئے وہ ان کو مغلوب رکھنے اور اپنے رنگ میں رنگنے کو اپنا اولین ہدف بنا کر کام کر رہی ہیں۔ یہ طاقتیں ہر قسم کی سیاسی، عسکری، فنی، معاشی اور ابلاغی قوتوں سے لیس ہیں۔ مسلمانوں کی قوتوں کا ان کی مذکورہ قوتوں سے کوئی تناسب ہی نہیں۔ ان قوتوں کے بل پر مغربی طاقتوں نے مسلمان ممالک کو ایک ایسے عالمی شکنجے میں کس لیا ہے خصوصا خلیجی جنگ [جنوری ۱۹۹۱ء اور پھر نائن الیون] کے بعد تادم تحریر کسی ملک کی یہ مجال نہیں کہ ان کی مرضی ان کے عزائم اور ان کے مفادات کے خلاف ذرا سی بھی جنبش کر سکے۔ دوسری طرف مسلمان ہیں۔

تین سو سال کی غلامی سے تن ہمہ داغ داغ اور سارا جسم زار و نزار ہے۔ خود وہ حکمران جو مغربی طاقتوں کی شطرنج کے پیادوں کا کام کر رہے ہیں اسی غلامی کا ورثہ ہیں۔ سیاسی عدم استحکام اور معاشی بدحالی بھی انہی کا ترکہ ہے مغرب کا تعلیمی اور ثقافتی غلب بھی اسی دور کی یادگار ہے اور تعلیمی و علمی پسماندگی بھی انہی کے منصوبوں کا نتیجہ قومیت کے تیزاب سے جسد کا تار تار ہو جانا بھی، حکمت مغرب کا کارنامہ ہے۔ چنانچہ آج مسلمان ہر جگہ افتراق، انتشار، محاذ آرائی اور باہم خون ریزی کا شکار ہیں۔ ایک طرف حکمران اور عوام، دوسری طرف قوموں کے دیگر طبقات باہم متصادم ہیں۔ اندرونی محاذ آرائی میں بہترین انسانی وسائل ضائع ہو رہے ہیں اور مادی وسائل رائیگاں جا رہے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کے مسائل کی ساری ذمہ داری اغیار کے سر ڈالنا صحیح نہیں۔ اگر تین سو سال پہلے مغربی اقوام نے دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک کی تقریباً ساری مسلمان حکومتوں کو سرنگوں کر لیا، تو اس کی اصل وجہ مسلمانوں کی اپنی کمزوریاں تھیں اور اگر آج مغربی طاقتیں مسلمانوں کے خلاف اپنے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے میں کامیاب ہو رہی ہیں تو اس کی بھی اصل وجہ مسلمانوں کی اپنی کمزوریاں ہیں چونکہ وہ بے مقصد بے سمت ہیں اس لئے متفرق و منتشر ہیں اور کیونکہ کوئی سمت نہیں اور متحد نہیں ہیں اس لئے جوش و ہوش اور حکمت و ولولے کے ساتھ سرفروشانہ جدوجہد اور قوت عمل سے تہی دامن ہیں۔[1] ان چیلنجز کا مختصر جائزہ درج ذیل ہے:

مغرب کی گہری نظر امتِ مسلمہ پر:

اس وقت امریکہ دنیا بھر کی سیاسی و معاشی معاملات میں مداخلت کر رہا ہے۔ ۱۹۵۳ء میں ایران میں منتخب وزیر اعظم کا تختہ الٹ دیا شام، اردن اور لبنان کی حکومتوں کو غیر مستحکم کیا گیا عراق میں ۱۹۶۳ء میں عبد الکریم قاسم کا تختہ الٹا۔ ۲۰۰۱ء میں افغانستان پر بم باری کی اور وہاں کی حکومت ختم

[1] Murād, Khurram. *Maghrib aur ʿĀlam-i Islām* (Lahore: Idārah Tarjumān al-Qur'ān, 1998), 23-25.

کر دی۔ ۲۰۰۳ء میں عراقی صدر صدام حسین پر جنگ مسلط کر کے اس کے ملک پر قبضہ کر لیا اسلام کے خلاف غلط پروپیگنڈے کے ذریعے اسے دہشت گرد ثابت کیا جا رہا ہے اور اسے اس سطح پر اچھالا جا رہا ہے کہ آئندہ نسلیں دین اسلام کو جدیدیت اور ترقی کا دشمن سمجھیں گی۔ مغرب اسلام کو بدنام کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ جہاد کے تصور کو دہشت گردی سے منسلک کر کے مغربی معاشرے میں اسلام کا امیج خراب کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ امت مسلمہ امت وسط امت واحدہ اور امت خیر کے تصادم کی بجائے بقائے باہمی کے بارے میں سوچے۔ ہم آہنگی اور مشترکہ خیالات پر توجہ مرکوز کی جائے تاکہ اس سے ایک دوسرے کے نزدیک آنے کا موقع مل سکے امریکہ ایک طرف تو مشرق وسطی میں مسلمانوں کو دبانے کے لئے اسرائیل کا ساتھ دے رہا ہے اور دوسری طرف جنوبی ایشیاء میں پاکستان کو دبا کر بھارت کو آگے لا رہا ہے۔ اس نئے عالمی نظام کا مقابلہ عالم اسلام کے اتحادی سے ممکن ہو سکتا ہے۔([2])

آج کشمیر میں بھارت جو ظلم ڈھا رہا ہے اسے دنیا جانتی ہے لیکن مذمت نہیں کر رہی کیونکہ وہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ امریکہ اس معاملہ میں کوئی مصالحت نہیں ہونے دے گا وہ کشمیر میں بیٹھ کر وسط ایشیا کی ریاستوں، افغانستان، ایران اور پاکستان کی اقتصادیات اور ایٹمی ٹیکنالوجی پر کنٹرول حاصل کر کے پوری دنیا پر حکمرانی کرنا چاہتا ہے۔ ماضی پر نظر ڈالیں تو مسلمانوں کی تین ایجادات یعنی کاغذ، قطب نما اور بارود نے انسانی تمدن میں عظیم انقلاب رونما کیا۔ کاغذ سے علم کو فروغ ملا۔ قطب نما سے دور دراز سمندری سفر ممکن ہوا اور بارود نے جنگی حکمت عملی کا نقشہ بدل دیا۔ ان تجاویز پر عمل کر کے مسلم امہ اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر سکتی ہے۔

مقاصد اور حکمت عملی:

اس فکری یلغار کے مقاصد متعدد ہیں اور اس کے اثرات بے شمار اور وسیع امت مسلمہ کے پاؤں اساسیات دین کی زمین سے اکھڑ جائیں وہ عقائد و روایات کی رسمیات تک سمٹ کر نظریات، افکار، اخلاق، کردار پر پہلے تشکیک و تذبذب، پھر مرعوبیت و احساس کمتری اور بالآخر شکست خوردگی سے دوچار ہو کر ایک پست حوصلہ و مغلوب قوم بن کر رہ جائے اگر کچھ فعال و متحرک ہو بھی تو صرف دفاعی سطح پر قرآن و سنت کے بجائے دیگر ذرائع علم سے ملت رہنمائی اخذ کرنے کی خوگر بن جائے۔ قرآن و سنت پر اس کا اعتماد یا تو کمزور ہو جائے یا جملہ امور و معاملات میں وہ آیات و احادیث کی ایسی تاویل کرنے لگے کہ فکری یلغار کے مقاصد سے ہم آہنگ ہو۔

اسلام کی اخلاقی تعلیمات اور تہذیبی اقدار ملت کو تاریک خیالی، قدامت پسندی، محسوس ہونے لگیں وہ انہیں بنیاد پرستی اور شدت پسندی پر محمول کرنے لگے اور یہ یقین کرنے لگے کہ جب تک اسلام اور شریعت اسلام کی جدید تعبیر نہ ہو اور عصر حاضر کا ساتھ نہ دینے والا عہد حاضر کے ساتھ چلنے والا دین ہر گز نہ رہ سکے گا۔ عورت کے مقام و حیثیت خاندان، معاشرہ اور تمدن میں ایک رول سے متعلق اسلام کے اعلیٰ اور ارفع اصولوں، تعلیمات اور قوانین کو مسلمانوں کی ہی نگاہ میں غیر متعلق اور بے معنی بنا دیا گیا۔ باطل قوتوں کو مظالم، استبداد، استحصال اور استعمار کی مزاحمت کرنے والی قوت بازو کو جس جس منبع اور جس جس مخرج سے غذا اور توانائی بہم پہنچ سکتی ہو اسے فکری یلغار اور پروپیگنڈا مشینری سے ناتابد نام کر دیا جائے کہ خود ملت کی صفوں سے ایسے مفکر، دانش مند علماء، صحافی، قائد اٹھ کھڑے ہوں جو باطل کوششوں کے مزاحمت کاروں کے خلاف ایسے بیانات، فتوے اور تحریریں جاری کرنے لگیں کہ ان کی نظر میں اسلام کے چہرے پر لگے بدنما داغ دھل جائیں۔

---

[2] Aḥmad, Khurshīd. *Amrīkā: Muslim Dunyā kī Be Iṭmi'nānī* (Islamabad: Institute of Policy Studies, 2002), 45–47.

اسلام کو تقسیم کرنے کی کوشش:

اگر کوئی یہ سوال کرے کہ اسلام کی کتنی قسمیں اور مسلمانوں کو کون کون سے 'اسلامی زمرے ہیں تو ہر مسلمان اس سوال پر یا تو ہنس پڑے گا یا خفا ہو جائے گا۔ لیکن کمال ہے اس فکری یلغار کا جس نے سخت گیر اسلام اور روادار (لبرل) اسلام کی دو قسمیں تصنیف کیں۔ دین و شریعت پر عامل مسلمان بنیاد پرست، رجعت پسند، تاریک خیال قرار دیئے گئے اور اسلام کو خود آیات قرآنی و احادیث نبوی کی خود ساختہ غلط تعبیر و تشریح کے خنجر سے ذبح کرنے والے مسلمان پروگریسیو۔ اب یہی پروگریسیو اور روشن خیال طبقہ نیشنل پریس کے کالموں میں، نیز کانفرنسوں اور سیمیناروں میں اسلام کی ترجمانی و نمائندگی کرتا ہے۔ اس فکری یلغار کے اثرات بدلنے کے لئے ایک خوفناک رخ یہ اختیار کیا ہے کہ ایسے لوگ بھی جو دین و شریعت کی جڑوں سے چھٹے ہوئے ہیں آہستہ خرامی کے ساتھ، لبرل اسلام کی طرف محو سفر ہو رہے ہیں۔ اب کم ہمت لوگوں کا ایک درمیانی زمرہ وجود میں آ گیا ہے۔ انہیں قرآن واحادیث اور فقہ میں جو درک اور قرن اولی کی اسلامی تاریخ کا جو علم حاصل ہے اسے دشمنان اسلام کی دی ہوئی لائن پر اسلام کو پروگریسیو بنانے میں بروئے کار لا رہے ہیں۔

عائلی زندگی اور خاندان کی توڑ پھوڑ:

ازدواجی اور عالی زندگی، معاشرہ اور تہذیب و تمدن کی عمارت کی بنیاد کے پتھر میں یہ پتھر غیر مسلم معاشروں میں کمزور ہو رہے، ٹوٹ رہے یا اپنی جگہ سے کھسک رہے ہیں لہذا پوری عمارت یا تو شگاف زدہ ہو رہی ہے یا منہدم۔ اسلام کا فیض ہے کہ مسلم معاشرہ اب تک اس تخریب سے محفوظ ہے دشمنان اسلام کو ظاہر ہے کہ یہ بات کیوں کر گوارا ہوتی۔ لہذا اس محاذ پر طلاق اور تعداد ازدواج کے بارے میں حقوق نسواں اور مساوات مرد وزن کے بہت خوبصورت ناموں سے ایک زیروتی فکری یلغار کی گئی جس سے اہل فکر و نظر اہل علم و تفقہ، اہل دانش و بینش کے حتی کہ اہل دین و تقوی کے بھی جو شرعی قوانین کے محافظ و نگران تھے۔ دینی اعصاب جواب دے گئے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ شرعی قوانین، نامکمل اور ناقص نظر آنے لگے۔ شریعت کاملہ و مطہرہ کی شرائط نکاح سے زائد اشتراط فی النکاح کا نفاذ ضروری قرار پایا۔ شوہر کے لئے عقد ثانی کو شریعت پر مستزاد سخت شرط کے ساتھ مشروط کیا جانے لگا اور بالآخر مسلم سماج پر وہی راستہ کھولا جو کچھ دور جا کر غیر مسلم معاشروں اور گھرانوں کی جاہی سے دوچار کرنے والا تھا اور اس تباہی کے مناظر ہم معاصر تہذیب میں شب و روز کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

دہشت گردی، الزام اور تاویلیں۔

امریکہ اور مغربی ممالک کی قیادت کو اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ جسے وہ دہشت گردی کہہ رہے ہیں اس کی حقیقت کیا ہے؟ اس کی نوعیت اور مسائل و معاملات سے کس طرح نمٹا جا سکتا ہے۔ دہشت گردی کا جو پہلو نا قابل دفاع اور لائق مذمت و مزاحمت ہے وہ سیاسی اور مبنی بر حق مقاصد کے حصول کے لئے ایسے طریقے اور راستے اختیار کرنا ہے جس کے نتیجے میں معصوم انسانوں کی جانیں ضائع ہوں یہ نا قابل معافی جرم ہے۔ ([3])

۱۵، ۲۰ سال قبل تک دنیا کے کئی ملکوں اور خطوں میں مسلمان دشمن طاقتوں کے ظلم و استبداد اور استعمار کے خلاف وطنی و قومی جذبے سے حربی مزاحمت کرتے رہے تھے۔ پھر ان مزاحمتی تحریکات کو اسلامی ڈائمنشن دیا گیا اور فطری طور پر اس مزاحمت کو جہاد سے موسوم کیا گیا پہلے دشمن طاقتیں اس مزاحمت کو دہشت گردی کہا کرتی تھیں یا مسلم دہشت گردی اب اسے اسلامی دہشت گردی' یا جہادی دہشت گردی کا نام دے دیا گیا۔ یہ اصطلاحات مسلم الکوٹلز، زعماء اور علماء کے اعصاب پر فکری یلغار بن کر حملہ آور ہوئیں۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ اہل علم و دانش نے بیش تر اسے

[3] Manṣūrī, Muḥammad Zayn al-ʿĀbidīn. *Islām aur Maghrib: Fikrī Yalghār, Māhiyat aur Āthār*. Lahore: Islamic Research Publications, 1995, 61–63; Aḥmad, Khurshīd. *Amrīkā: Muslim Dunyā kī Be Iṭmi'nānī*, 88–90.

سچ مچ دہشت گردی ہی باور کر لیا خواہ دل سے، خواہ زبردست دباؤ کے تحت، مودودیؒ نے لکھا ہے کہ اسلام کو اسلام کے اپنے رنگ میں پیش کر دیجئے لوگوں کو پسند آجائے تو بہت اچھا نہ پسند آئے تو کوئی برا نہیں۔ انبیاء علیہم السلام اور اولو العزم لوگوں کا اسوہ ہمیشہ سے یہی رہا ہے۔" کون سنتا ہے فغان درویش! دہشت گردی کی وہ قسم جس سے بے قصور عام شہری مارے جائیں سب سے زیادہ مسلمانوں کے ذریعے کی مستحق ہے خواہ مجرم کوئی بھی ہو بلکہ اگر مجرم مسلمان ہو تو اس کی اور زیادہ مذمت اور سخت سزا کا مطالبہ مسلمانوں کو دیگر قوموں سے بڑھ کر کرنا چاہیئے۔ لیکن دشمنانِ اسلام کی مذکورہ بالا حکمت عملی اور فکری 5 یلغار سے متاثر مسلم 5 دانشور، صحافی علماء اور قائدین کی اکثریت نے ایک میکسر غلط رویہ اختیار کیا۔ وہ کوئی حادثہ ہونے کے بعد مجرم کی مذمت اور اس کے حوالے سے اسلام کا دفاع اس طرح کرنے میں لگ گئے گویا انہوں نے تفتیش کر کے یہ یقین کر لیا ہو کہ حادثے کے مجرم مسلمان ہی ہیں حالانکہ نہ باہمی سطح پر ورنہ ملکی سل پر یہ کوئی ڈھکی چھپی بات رہ گئی ہے کہ بیشتر حادثوں میں کچھ دیگر مسلم سطح شمن عناصر تنظیمیں اور ایجنسیاں ملوث ہوتی ہیں اور حادثے کے بعد آنا جانا مسلمانوں کے نام سے میڈیا اور ملک گونج العتاہے۔ اس رویے کا اثر یہ ہوا کہ دہشت گردی کے حوالے سے پوری ملت کی، اغیار کی نظروں میں مجرمانہ تصویر بنانے اور اسے احساس جرم میں مبتلا کر دینے میں خود ہم ایک بڑا رول ادا کرنے لگے اور کسی بھی مسلمان کو کسی بھی جگہ اور ہر حادثے کے بعد پکڑ لئے جانے کی فضا ہموار کر دی۔ آج کل پوری دنیا میں یہی کچھ ہو رہا ہے۔([4])

میڈیا کی یلغار:

مغرب عالم اسلام میں اپنے خلاف بڑھتی ہوئی مزاحمت کو میڈیا کے ذریعے سے ختم کرنے کی کوششوں میں مصروف ہے۔ وہ میڈیا کے ذریعے مسلمانوں کے اذہان اور نظریات کو تبدیل کرتے ہوئے انہیں اپنی ثقافت میں رنگنا چاہتا ہے تاکہ اس کے خلاف پھیلی ہوئی نفرت کا خاتمہ ہو سکے۔ میڈیا نے ایسا تاثر عام کیا ہے کہ جس نے ہر مشکل کا حل دنیا کے سامنے بڑے نکھرے انداز میں پیش کیا ہے۔ لوگوں کو پل پل کی آگاہی دینا، دوسری دنیا سے واقفیت اور اس کی ہر چیز کا پتہ ہو جانا جبکہ امت مسلمہ کے لئے بھی یہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

قانون توہین رسالت۔

قانون توہین رسالت کے بارے میں اندرون اور دوسرے ممالک کے عیسائی اور بڑی بڑی عیسائی قوتیں شدت سے یہ چاہتی ہیں کہ یہ قانون مکمل طور پر ختم کر دیا جائے اگر بڑے پیمانے کی عوامی مزاحمت کا اندیشہ نہ ہوتا تو حکومتیں اس دباؤ کے سامنے کب کی جھک چکی ہوتیں۔ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ توہین رسالت کوئی گناہ اور جرم نہیں ہے؟ کم از کم ایسا نہیں کیونکہ کفر وارتداد سے متعلق قوانین آج بھی ان کی دینی کتب میں موجود ہیں۔ ہر چند کہ وہ متروک ہیں اس لئے ان کے ہاں مذہب پر عمل بھی متروک ہو گیا۔ دنیا کے ہر قانون میں ایک معمولی آدمی کی اہانت (Defamation) کو بھی قابل سزا جرم سمجھا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا ایک ایسے شخص کے معاملے میں یہ جرم نہیں ہے جس سے ایک ارب سے زائد مسلمان اپنی جان اور اپنے والدین سے بھی بڑھ کر محبت کرتے ہیں اور جن کی توہین کو یہ لوگ اپنی توہین سے بھی بڑا جرم تصور کرتے ہیں ([5])

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد ﷺ اس کے بدن نکال دو

قانون توہین رسالت پر مخالفانہ رد عمل نے جو آئینہ ہمیں دیا ہے اس میں مسلم ملت کی قوت کا اصل سرچشمہ بھی عیاں ہو رہا ہے یہ سرچشمہ وہی

[4]Manṣūrī, Muḥammad Zayn al-ʻĀbidīn. *Islām aur Maghrib*, 101–103.
[5] Manṣūrī, Muḥammad Zayn al-ʻĀbidīn. *Islām aur Maghrib*, 101–103.

ہے جس کے پیچھے ہمارے دشمن چودہ سو سال سے آج تک لگے ہوئے ہیں اس سے زیادہ فریب انگیز، مغالطہ اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ ہم یہ فیصلہ کرنے بیٹھ جائیں کہ ہم کو ترقی پسند بنا ہے۔(6)

آج امت مسلمہ پر وہ کڑا وقت آپڑا ہے جس کی پیش گوئی کرتے ہوئے رسول کریم نے فرمایا تھا: مسلمانوں کی کثرت تعداد اور کثرت وسائل کے حامل ہونے کے باوجود دشن تومیں ان کو مہ تر سمجھ کر ان پر ٹوٹ پڑیں گے۔ مسلمان دنیا سے محبت اور موت سے نفرت کی وجہ سے خس وخاشاک کی طرح بے وقعت ہو کر رہ جائیں گے۔(7)

اندرونی چیلنجز کا جائزہ

معاصر طاغوطی افکار سے مغلوبیت:

مسلم امہ کی مشکلات کا ایک سبب ھدی الناس" پر یقین اور عقیدہ ہونے کے باوجود بینات من الھدی والفرقان' میں رسوخ نہ ہوتا ہے جو معاصر طاغوتی افکار، رجحانات، حکمت عملی اور روش سے مغلوبیت کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے جس کا لازمی نتیجہ مداہنیت کا ظہور اور رواج پانا ہے۔ اہل حاضر میں مغربی افکار کے رجحانات، حکمت عملی اور ان کے ارادے سے ربوبیت وہ شے ہے جسے طاغوتی افکار سے مغلوبیت کا نام دیا جا سکتا ہے۔ بعض حلقے مغربی افکار و نظریات، تہذیب و ثقافت قوت و ٹیکنالوجی وغیرہ سے کچھ اس درجہ مغلوب ہیں کہ اپنی عملی زندگی میں مغرب کی پر زور مخالفت کرتے ہوئے بھی ان کے دلوں پر مغرب کا سحر چھایا ہوا ہے اور وہ مغربی افکار تہذیب و ثقافت کو اسلامی لبادہ اٹھا کر یا کم و کاست در آمد کر لینے کو اپنی اسلامی تحریک کا نصب العین سمجھتے ہیں۔

عجلت پسندی؛

مسلم امہ کو درپیش مسائل میں عبلت پسندی کا بڑا دخل ہے۔ بعض اوقات عجلت کے پیچھے شدت شوق کا معصوم جذبہ کارفرما ہوتا ہے۔ شدت شوق بجائے خود کوئی بری شے نہیں لیکن بعض اوقات شدت شوق بے لگام ہو جاتی ہے اور انسان یا جماعتیں اپنے فیصلے ایسے امور کو مد نظر رکھ کر کرنا شروع کر دیتی ہیں جو حقائق کے بغیر مفروضے ہوتے ہیں اور مسائل کی ایسی تدابیر کرتی ہیں کہ حقائق نظر آنے لگتے ہیں لیکن ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا کچھ جرات و استقامت کی کمی عزیمت سے فرار اور کبھی دلوں کے امراض عجلت پسندی کی طرف اس طرح مائل کرتے ہیں کہ انسان شدتِ شوق کی تصویر نظر آتا ہے۔ حضرت حباب بن الارت نے آنحضرت سے درخواست کی تھی۔ اے اللہ کے رسول! کیا آپ اللہ سے ہمارے لئے نصرت طلب نہیں کریں گے یا آپ ہمارے لئے دعا نہیں فرمائیں گے اور آپ نے دلاسا دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ وہ اس کام کو ضرور پورا فرمائے گا یہاں تک کہ ایک سوار صنعاء سے خضر موت تک چلا جائے گا اور اسے کسی کا خوف نہ ہو گا سوائے اللہ اور بھیڑیا کا کہ مبادا ان کی بکریوں پر حملہ آور ہو لیکن تم لوگ جلدی کر رہے ہو۔(8)

علوم جدیدہ و حربی قوت:

سائنس و ٹیکنالوجی مسلم معاشرے میں روایات کی صورت اختیار نہ کر سکے اور سائنس کے بنیادی تصور کو عام نہ کیا جا سکا جبکہ یہ امت جابر بن حیان، ابن ہشام، الحضروی کی امین تھی۔ یہ عروج دوبارہ سیرت طیبہ سے حاصل ہو گا۔ آنحضرت نے مختلف زبانوں کی تدریس کی حوصلہ افزائی کی

6 Aḥmad, Khurshīd. *Amrīkā: Muslim Dunyā kī Be Iṭmi'nānī*, 134–136.
7 Aḥmad, Khurshīd. *Amrīkā: Muslim Dunyā kī Be Iṭmi'nānī*, 172–174.
8 Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (n.p.: n.p., 1985), Kitāb Manāqib al-Anṣār, Bāb 'Alāmāt al-Nubuwwah, Ḥadīth No. 3612.

تاکہ مسلمان دوسرے مذاہب کی دوسری زبانیں بولنے والے افراد کو بہتر طور پر سمجھ سکیں۔ حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے اس ارشاد کے مطابق کے مادری زبان کے علاوہ دوسری زبانیں بھی سیکھی جائیں۔

حضرت زید بن ثابت نے پہل کی وہ آنحضرت کے میر منشی تھے اور سفارتی اور سیاسی معاملات میں آپ کے بہت قریب تھے۔ ایسے شعبے میں مہارت حاصل کرنے کے لئے عبرانی زبان سیکھنی پڑی۔ ایک روایت کے مطابق وہ ۱۷ دن مسلسل محنت کے بعد عبرانی زبان لکھنا پڑھنا سیکھے گئے تھے۔ (9) زید بن ثابت عبرانی زبان کے علاوہ سُریانی، فارسی، رومی، قبطی اور حبشی زبانوں میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ بلاشبہ یہ آپ کی تعلیم و تربیت کا نتیجہ تھا۔ حضرت سلیمان فاری نے آپ کے دور ہی میں کچھ آیات کا فارسی ترجمہ کر رکھا تھا۔ (10) اغیار کی زبانیں سیکھنے کے ساتھ ساتھ ان سے اکتساب علم بھی کیا جاسکتا ہے:۔

"لکھنا پڑھنا سکھانے کا کام ان لوگوں سے بھی کیا گیا جو آپ اور اصحاب رسول کے بدترین دشمن تھے اور لشکر کفار میں شامل ہو کر آپ کو قتل کرنے کے ارادے سے آئے تھے۔ حضرت زید بن ثابت نے ان سے بہت کچھ سیکھا"۔ (11).

غیر مسلموں سے اکتساب علم کا سلسلہ کافی عرصہ تک جاری رہا ایسا نہیں ہوا کہ آپ نے خاص مدت تک ان سے وصول علم کی اجازت دی تھی اور بعد میں ممانعت فرمادی تھی مسلمانوں نے آپ کے ارشاد کے مطابق کہ حکمت و دانش کی باتیں مومن کی کھوئی ہوئی میراث ہیں جہاں سے ملے وہاں سے لے لو حصول علم کا سلسلہ جاری رکھا اس اصول کی وضاحت حضرت علیؓ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ علم گم گشتہ مال ہے جہاں سے ملے لے لو چاہے مشرقین کے ہی ہاتھ سے ہو (12)

حربی علوم کی اہمیت کا اندازہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے قول سے واضح ہے

عن عقبه بن عامرالجهنیؓ قال: سمعت رسول اللهﷺ وهو على المبر يقول ؛واعدوا لهم مااستطعم من قوه ؛الاان القوه الرمى، الاان القوه الرمى، الاان القوه الرمى۔ (13)

عقبی بن عامر بیان کرتے ہیں؛ کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو منبر پر یہ فرماتے سنا؛ کہ کافروں سے لڑنے کے لئے جس قدر اپنی قوت کو مضبوط کر سکو کرو۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے تین مرتبہ فرمایا؛ خبر دار! تیر اندازی قوت ہے،؛ خبر دار! تیر اندازی قوت ہے،؛ خبر دار! تیر اندازی قوت ہے۔

اسی طرح روایت ہے:۔

قال رسول اللهﷺ؛ من تعلم الرمیؓ ثم تركه فليس منا؛ (14)

9 Ṭufayl, Muḥammad. *Naqūsh-i Rasūl*, Jild Chahārum (Lahore: Idārah Farogh-i Urdū, 1983), 11–14.

10 Ḥamīd Allāh, Muḥammad. *Introduction to Islam* (Lahore: Islamic Research Institute, 1969), 151–153.

11 Gulick, Robert L. *Muḥammad the Educator* (Lahore: Institute of Islamic Culture, 1953), 52–53.

12 Ibn ʻAbd al-Barr al-Andalusī. *Jāmiʻ Bayān al-ʻIlm wa Faḍlihi*. Trans. ʻAbd al-Razzāq Kānpūrī (Lahore: Idārah Islāmiyāt, 1977), 84–86.

13 Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ashʻath. *al-Sunan* (Beirut: Dār al-Fikr, 1990), Bāb Faḍīlat al-Tirwāth al-Rāmī, Ḥadīth No. 2514.

عقبی بن عامر کہتے ہیں کہ آپ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے تیر اندازی کو سیکھا اور پھر اس کو چھوڑ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام اور سود:

یہ ایک دل خراش حقیقت ہے کہ آزادی کے بعد سے تمام مسلم ممالک کو آزادی دیتے ہی یورپ کی ترقی یافتہ قوموں نے ان کو صنعتی ترقی کا خواب دکھلایا اور از خود دروازہ پر آکے طرح طرح کی امداد دی۔ اب وہ اس سے جتنا باہر نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔ اتنا ہی اس کے پھندے مضبوط ہوتے جاتے ہیں ان سے بچنے کا طریقہ سیرت نبوی سے حل ہو سکتا ہے۔ قرض کے وبال کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں قرض لینے سے بچو کیونکہ وہ رات کے وقت رنج وفکر کو پیدا کر دیتا ہے اور دن کو ذلت اور خواری میں مبتلا کرتا ہے (15)

سود کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ حضرت جیفہ سے روایت ہے۔ آپ نے سود لینے اور دینے والے کے فعل سے منع فرمایا ہے۔(16)

ایک اور موقع پر سود کی خبیثیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا"

الربابضع وسبعون بابا، ایسرھا مثلان ینکح الرجل امه۔ (17)

کہ رسول نے ارشاد فرمایا کہ سود کے گناہ کے ستر حصے ہیں۔ ایک معمولی حصہ یہ ہے کہ اس کا گناہ ایسا ہے جیسا کوئی شخص اپنی ماں سے جماع کرے"۔

سود کے معاملات چلانے والوں کے بارے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

عن جابر رضی اللہ عنہ قال۔ لعن رسول الله ﷺ آکل الربا، وموکله، وکاتبه، وشاھدیه، وقال: ھم سوأ (18)

"حضرت جابر سے روایت ہے آپ نے لعنت فرمائی، سود کے کھانے والے اور اس کے چلانے والے اور اس کے لکھنے پر اور اس کے گواہ پر اور فرمایا یہ برابر ہیں (یعنی بعض باتوں میں)

معاشی عدل واحسان:

معاشی عدل واحسان کے تصور کو انسانی زندگی میں معاشی صبر واستحصال کے مسئلے کا مؤثر ترین حل بتایا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ عالم انسانیت اسے بین الاقوامی اور ریاستی سطح پر بنیادی نظام کے طور پر نافذ کرے۔ حضور نے قرآن وسنت کے۔ ذریعے بنی نوع انسان کو یہ تعلیم دی۔

يَاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (19)

(اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ

[14] Al-Qushīrī, Muslim ibn Ḥajjāj. *Ṣaḥīḥ Muslim* (Beirut: Dār Iḥyā’ al-Turāth al-‘Arabī, 1990), Kitāb al-Jihād wa al-Siyar, Ḥadīth No. 1919.

[15] Al-Bayhaqī, Aḥmad ibn al-Ḥusayn. *Shu‘ab al-Īmān*, Jild 3 (Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmīyah, 1992), 246–248, Ḥadīth No. 2465.

[16] Al-Qushīrī, Muslim ibn Ḥajjāj. *Ṣaḥīḥ Muslim*, Kitāb al-Buyū‘, Ḥadīth No. 1598.

[17] Ibn Mājah, Muḥammad ibn Yazīd. *al-Sunan* (Beirut: Dār al-Fikr, 1992), Kitāb al-Tijārāt, Ḥadīth No. 2274.

[18] Muslim ibn Ḥajjāj. *Ṣaḥīḥ Muslim*, Kitāb al-Buyū‘, Ḥadīth No. 1598.

[19] Al-Nisā’, 4:58.

شراب نوشی اور دیگر منشیات کی کلی حرمت:

شراب نوشی اور دیگر تمام حرام اشیاء کو کلینا حرام قرار دے کر ہمیشہ کے لئے اس مسئلے کو حل کر دیا ہے۔ دور جدید میں یہ مسئلہ ایک بہت بڑی حقیقت ہے اور چیلنج بن گیا ہے اور اُمت مسلمہ کے لئے یہ صورت حال بڑی تباہ کن ہے اور بڑا فکریہ لمحہ ہے۔ دین نصیحت، یعنی خیر خواہی ہے اسلام نے نشہ آور اشیاء کو حرام کر دیا

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۔ ([20])

" اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یہ شراب اور جوا 'یہ آستانے اور پانسے 'یہ سب گندے شیطانی کام ہیں 'ان سے پرہیز کرو امید ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہوگی"۔

ایمان کے ستر سے زائد ہیں اور حیاء بھی ایمان کی شاخ ہے۔([21]) فحاشی کا فروغ تو دور کی بات ہے اسلام تو اس بات کو بھی روا نہیں رکھتا کہ قتل، ڈکیتی، چوری چکاری اور بدکاری کی وارداتوں سے متعلق خبروں کو اس طرح شائع کیا جائے کہ بیمار ذہن کے لوگ اس میں لذت محسوس کرنے لگیں اور ان کے نفسوں کو جرائم کی ترغیب ہونے لگے۔([22])

مسلم امہ میں قیادت کا فقدان:

مسلم امہ کے حکمران اسلام کے لبادہ کو اپنی ضرورت کے تحت استعمال کرتے ہوئے۔ اغیار بن کر اور اپنی اقوام کے حالات سے صرف نظر کرتے ہوئے حکومت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ایسے حکمرانوں کے بارے میں آپ کا ارشاد ہے

عن معقل بن یسارؓ عنہ قال۔قال رسول ﷺ مامن ینشرعیه الله رعیه،یموت یوم یموت وهو غاش لرعیته،الا حرم الله علیه الجنه،([23])

"معقل بن سیار کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو مسلمانوں کے سرداری کو اپنے ہاتھ میں لے اور اس حالت میں مرے کہ وہ خائن ہو تو خداوند اس پر جنت کو حرام کر دے گا۔

عوف بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے حاکموں میں سے بہترین وہ ہے جس سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں اور جن کے لئے تم دعا کرو اور جو تمہارے لئے دعا کریں اور بد حاکم وہ ہے جس سے تم بغض رکھو اور وہ تم سے بغض رکھیں اور لعنت کرو تم ان پر اور لعنت کریں وہ تم پر([24])

کہنے کو ۵٦ آزاد اور خود مختار مسلم مملکتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بے پناہ مادی وسائل سے سرفراز فرمایا ہے کلیدی مقامات پر ان کی حکمرانی ہے۔ اہل مغرب نے ہمارے ہاتھ باندھ دیئے ہیں روزانہ اسرائیل فلسطینیوں پر حملے کر رہا ہے حالانکہ اس کے اطراف میں مسلم ریاستیں ہیں اس لحاظ

[20] Al-Mā'idah, 5:90.
[21] Al-Qushīrī, Muslim ibn Ḥajjāj. *Ṣaḥīḥ Muslim*, Kitāb al-Īmān, Ḥadīth No. 35.
[22] Zaynī, Sayyid 'Ubayd al-Salām. *Islāmī Ṣaḥāfat* (New Delhi: Markazī Maktabah Islāmī Publishers, 2002), 77–79.
[23] Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Beirut: Dār Ṭawq al-Najāh, 1990), Kitāb al-Aḥkām, Ḥadīth No. 7150.
[24] Muslim ibn Ḥajjāj. *Ṣaḥīḥ Muslim*, Kitāb al-Imārah, Bāb Khiyār Amrā'ikum wa Sharr Amrā'ikum, Ḥadīth No. 4573.

سے میرے ذہن میں ایک بات آتی ہے کہ اگر مسلمانوں یا مسلم امہ کو متحد کیا جا سکتا ہے تو وہ ایک ہی نکتہ ہے اور وہ جہاد ہے اسلامی ملک پر حملہ پورے بلاد اسلامیہ پر حملہ تصور کیا جائے۔ آنحضرت نے تبوک سے واپسی پر حضرت معاذ بن جبل کے سوال پر کہ مجھے ایسا عمل بتا دیجئے جس سے میرا جنت میں داخلہ آسان ہو جائے آپ نے ارشاد فرمایا" شجر اسلام کی جڑ توحید اور رسالت ہے، اس کی طاقت زکوۃ ہے اس کی چوٹی اور افضل عمل جہاد ہے"

تدارک سیرۃ نبوی کی روشنی میں:

نبی کریم کی سیرت کو اگر ہم ایک باغ سے تشبیہ دے سکیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک سدا بہار باغ ہے جس پر پچھلے چودہ سو سال سے کبھی خزاں نہیں آئی اس میں ہمیشہ سے ہر رنگ اور ہر خوشبو کے پھول کھلتے ہیں جو مسلمانوں کی روح ایمان کو تازہ اور ان کی مشام جاں کو معطر کرتے رہے ہیں اور ان میں ہر دم اضافہ ہوتا رہا ہے جو اس باغ کی رعنائیوں اور نکھوں کو دوبالا کرتا رہا ہے۔ اس لئے کہ آنحضرت کی محبت پر مسلمان کے ایمان کی جان ہے لہذا جب تک اس کرہ ارض پر ایک بھی مسلمان زندہ ہے۔ آنحضرت کی سیرت کا یہ باغ لہلاتا اور مہکتا رہے گا۔ ان شاء اللہ۔

آج کے دور میں بے شمار مسائل کا تدارک صرف سیرت طیبہ پر دل سے عمل ہے۔ پہلا مسئلہ جو بدامنی ہے اس کا حل صرف قرآن وسنت پر عمل ہے۔ یہ اس وقت ختم ہو سکتا ہے جب عملی نفاذ قائم ہو۔ بے روزگاری ایک مسئلہ ہے جس کا حل ہنرمندی ہے۔ رسول اکرم نے محنت اور کسب حلال کی ترغیب دی۔ حکومت پر یہ بھی ذمہ داری ہے کہ روزگار کے جائز مواقع میسر کرے۔ سیرت طیبہ کا کمال یہ تھا کہ اس نے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں کے حقوق بھی ادا کئے۔ فاروق اعظم نے غیر مسلموں کے لئے خصوصی وظیفے مقرر فرمائے۔ ایک مسئلہ غربت اور افلاس ہے۔ اسوۂ نبوی کی روشنی میں اس کا حل یہ ہے کہ امراء کو یہ ترغیب دی جائے کہ اموال میں جو غریبوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے حق رکھا ہے ادا کیا جائے زکوۃ، صدقات اور خیرات کی بھی ترغیب دی اس کے ذریعے غربت اور افلاس پر قابو ممکنات میں سے ہے۔ اہم ترین مسئلہ جو امت مسلمہ کو درپیش ہے اس کا حل سیرت طیبہ کی روشنی میں رواداری ہے اور نہ کہ فرقہ بندی۔ اُمت مسلمہ کو اس وقت رواداری اور وسعت نظر کی اشد ضرورت ہے۔ پھر دہشت گردی کا مسئلہ بھی ہے پوری دنیا آج اس سیلاب کی لپیٹ میں ہے۔ میری نظر میں اس کا حل سیرت نبوی کی روشنی میں یہ ہے کہ مضبوط اور مربوط انٹیلی جنس نظام قائم کیا جائے اور اپنے ملک میں ایک پرائیویسی قائم ہو۔ 10 جہالت کا مسئلہ ہے، جو جہاد بالقلم کے ذریعے حل ہو سکتا ہے علم وہ واحد ذریعہ ہے۔ صحیح علم سے واقفیت اور اس پر عمل ہی جہالت کو دور کر سکتا ہے۔ ایک اہم مسئلہ مہنگائی بھی ہے۔ اسوہ نبوی کی روشنی میں اس کا حل کہ اکتناز اور انکار کا خاتمہ کیا جائے۔ رسول اکرم نے سختی سے ذخیرہ اندوزی سے منع کیا ہے اور قرآن نے بجا اسراف کرنے والے کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے۔ مسئلہ معاشی ناہمواری۔ جدید معاشی نظام امیر کو امیر تر اور غریب کو غریب تر کر رہا ہے سیرت طیبہ کی روشنی میں اس کا حل یہ ہے کہ اسلام کے معاشی نظام کو ملی طور پر اپنایا جائے ارشاد ہے جو شخص کسی ظالم کے ساتھ یہ جانتے ہوئے کہ وہ ظالم ہے اسے تقویت پہنچانے کے لئے چلے تو وہ اسلام سے خارج ہو گیا۔[25]

سماجی عدم توازن۔ معاشرتی زندگی کے اندر توازن نہیں ہے جس معاشرہ میں انصاف نہ ہو گا اور سماج دشمن عناصر کا خاتمہ نہیں ہو گا وہاں سماجی عدم توازن ہمیشہ برقرار رہے گا۔ ظلم کی حمایت روح اسلام کے منافی ہے۔ اسلامی اقدار اور تہذیب و تمدن کا فقدان۔ اسلامی اقدار کا عملی نفاذ، اخلاقیات کو فروغ اور اسلامی تہذیب کو غلط رنگ دینا ہے اسوہ حسنہ کی روشنی میں اس کا حل اسلامی اقدار کا عملی نفاذ اور اسلامی اقدار کو عملی طور پر اپنی زندگی میں اپنانا ہے۔ ایک مسئلہ فحاشی اور عریانی ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ ہمیں ان بنیادی اصولوں کو جو رسول کریم کی سیرت نے مہیا کیے ہیں

[25] *Mishkāt al-Maṣābīḥ* (Beirut: Dār al-Fikr, 1992), Kitāb al-Ādāb, Bāb al-Ẓulm, 312–314.

اس سیلاب کو روکا جا سکتا ہے۔ جدید ٹیکنالوجی کی چمک۔ اس کا استعمال انتہائی غلط ہے اگر جدید ٹیکنالوجی کو ہم تعمیری مقاصد کے لئے استعمال کریں تو اس سے ہماری تہذیب اور ان پر قبضہ بر قرار رہے گا۔ اہم مسئلہ سیاسی عدم استحکام۔ رسول اللہ نے دین کے بنیادی اصول بتائے ہیں اور اس کا سیاسی حل اسلامی حکومت کا عملی قیام ہے۔ جہاں دین اور سیاست الگ الگ نہیں ہیں قرآن و سنت سے ہدایت لی جائے تو ہمارا کوئی بھی مسئلہ تشنہ باقی نہیں رہتا۔

وحدت اسلامی کے لئے مصنوعی تیاری:

آج عالم اسلامی کے قائدین، مفکرین اور اس کی جماعتوں اور حکومتوں کے لئے کرنے کا کام یہ ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں ایمان کا تخم دوبارہ بونے کی کوشش کریں۔ ماضی میں ابتداء ہی سے وحدت اسلامی کے جامع منصوبے بنائے گئے اور اس پر بڑی توقعات وابستہ کی گئیں جب کہ اس وقت حالات کا تقاضا یہ ہے کہ جس مقصد پر اتفاق رائے پایا جائے اس سے ابتداء کی جائے خواہ یہ مقاصد کتنے ہی محدود کیوں نہ ہوں اور اس وحدت کو بڑھنے کا موقع دیا جائے۔ قرآن مجید اور آپ کی سیرت بھی طاقت کا ایسا سرچشمہ ہے کہ جس سے عالم اسلام کی خشک رگوں میں زندگی کا گرم اور تازہ خون پھر دوڑ سکتا ہے۔ ان کی تاثیر سے ایک او نگھتی ہوئی قوم ایک پر جوش اور سرگرم عمل قوم بن جاتی ہے۔ اس طریقہ سے عالم اسلام کے گوشہ گوشہ میں مسلمانوں کے ایک ایک گھر اور خاندان میں ایسے صاحب نوجوان پیدا ہوں گے جن کی تعریف قرآن میں یوں کی گئی۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ط اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ زِدْنٰهُمْ هُدًى- وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْقَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاْ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰـهًا لَّقَدْ قُلْنَـآ اِذًا شَطَطًا۔ ([26])

(ہم آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ان کی سرگزشت ٹھیک ٹھیک سناتے ہیں، وہ (اصحابِ کہف) چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے، ہم نے ان کے ایمان میں برکت عطا فرمائی۔ اور ان کے دلوں کی گرہ مضبوطی سے باندھ دی، جب وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہمارا رب وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے، ہم اس کے سوا کسی اور کو ہرگز معبود کے طور پر نہیں پکاریں گے، اگر ہم نے ایسا کیا تو تب ہم کہیں گے حق سے نہایت ہٹی ہوئی بات۔)

وہ لوگ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کی ہدایت میں اور ترقی کر دی تھی اور ہم نے ان کے دل مضبوط کر دیئے۔ جبکہ وہ دین میں پختہ ہو کر کہنے لگے کہ ہمارا رب تو وہ ہے جو آسمان اور زمینوں کا رب ہے ہم تو اس کو چھوڑ کر کسی کی عبادت نہ کریں گے کیونکہ ہم نے اسصورت میں یقیناً بڑی ہی بے جا بات کہی۔

مستقبل اسلام کا:

جو تھا نہیں، جو ہے نہ ہوگا، یہی ہے اک حرف محرمانہ ترسے نمود جس کی، اسی کا مشتاق ہے زمانہ مستقبل یقیناً اسلام کا ہے اور ہم بلاشبہ آج ایک منفرد اور غیر معمولی تاریخی لمحے کی دہلیز پر کھڑے ہیں لیکن تقدیر کے اس فیصلے نے امت مسلمہ کو اور اسلامی تحریکات کو ایک عظیم امتحان سے دو چار کر دیا ہے۔ اس لئے کہ مستقبل، من و سلوی کی طرح کسی قوم کی گود میں نہیں ٹپک پڑتا ارادے اور اس کے جدوجہد سے حاصل ہوتا ہے جو ایمان و یقین، عزم و حزم، حکمت و تدبر، کردار عمل اور ہمت و حوصلہ سے کی جائے اس جدید دور کے لئے قوت کا سرچشمہ اعتصام باللہ کے سوا کچھ نہیں۔ وسیع پیمانے پر امت مسلمہ اور ساری انسانیت کے اندر بھی گہری للّٰہیت پیدا کرنے کو اپنا کام سمجھیں۔ ایک دفعہ اگر اس امت کے جسد میں نبوت محمدی کے حسن کی روح پیدا ہو جائے تو وہ انسانیت کو اپنے لئے منتظر پائے گی۔ صداقت کا حال یہ ہے کہ محمد کا نام زبان پر ہے، دل اور

[26]Al-Kahf, 18:13–14.

زندگیاں ان سے وفاداری سے خالی ہیں۔ یوں تو حق ادا نہ ہوا۔۔ ان شاء اللہ العزیز اس کا وعدہ علو و استخلاف پورا ہو کر رہے گا۔

خلاصہ بحث

یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ امتِ مسلمہ کو درپیش موجودہ بحران محض خارجی سازشوں کا نتیجہ نہیں بلکہ داخلی کمزوریوں، باہمی انتشار اور دینی اقدار سے دوری کا بھی شاخسانہ ہے۔ اگرچہ عالمی طاقتیں مسلم دنیا کو سیاسی، معاشی اور فکری طور پر کمزور کرنے میں مصروف ہیں، تاہم اصل ضرورت امت کے اندر خود احتسابی، اتحاد اور مقصدیت کی بحالی ہے۔ سیرتِ طیبہ ﷺ ہمیں صبر، حکمت، توکل، اجتماعی نظم اور اعلیٰ اخلاق کا وہ جامع نمونہ فراہم کرتی ہے جس پر عمل کر کے کمزور ترین جماعت بھی تاریخ کا رخ موڑ سکتی ہے۔ اگر امتِ مسلمہ محض زبانی وابستگی کے بجائے سیرتِ رسول ﷺ کو اپنی عملی زندگی کا محور بنا لے تو اللہ تعالیٰ کا وعدۂ علو و استخلاف ضرور پورا ہو گا، اور امت ایک بار پھر انسانیت کی رہنمائی کے منصب پر فائز ہو سکے گی، ان شاء اللہ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* Murād, Khurram. *Maghrib aur ‘Ālam-i Islām*. Lahore: Idārah Tarjumān al-Qur’ān, 1998.
* Aḥmad, Khurshīd. *Amrīkā: Muslim Dunyā kī Be Iṭmi’nānī*. Islamabad: Institute of Policy Studies, 2002.
* Manṣūrī, Muḥammad Zayn al-‘Ābidīn. *Islām aur Maghrib: Fikrī Yalghār, Māhiyat aur Āthār*. Lahore: Islamic Research Publications, 1995.
* Aḥmad, Khurshīd. *Amrīkā: Muslim Dunyā kī Be Iṭmi’nānī*. Islamabad: Institute of Policy Studies, 2002.
* Manṣūrī, Muḥammad Zayn al-‘Ābidīn. *Islām aur Maghrib*. Lahore: Islamic Research Publications, 1995.
* Murād, Khurram. *Maghrib aur ‘Ālam-i Islām*. Lahore: Idārah Tarjumān al-Qur’ān, 1998.
* Aḥmad, Khurshīd. *Amrīkā: Muslim Dunyā kī Be Iṭmi’nānī*. Islamabad: Institute of Policy Studies, 2002.
* Aḥmad, Khurshīd. *Amrīkā: Muslim Dunyā kī Be Iṭmi’nānī*. Islamabad: Institute of Policy Studies, 2002.
* Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā‘īl. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb Manāqib al-Anṣār, Bāb ‘Alāmāt al-Nubuwwah, Ḥadīth No. 3612. Beirut: Dār Ṭawq al-Najāh, 1985.
* Ṭufayl, Muḥammad. *Naqūsh-i Rasūl*, Jild Chahārum. Lahore: Idārah Farogh-i Urdū, 1983.
* Ḥamīd Allāh, Muḥammad. *Introduction to Islam*. Lahore: Islamic Research Institute, 1969.
* Gulick, Robert L. *Muḥammad the Educator*. Lahore: Institute of Islamic Culture, 1953.
* Ibn ‘Abd al-Barr al-Andalusī. *Jāmi‘ Bayān al-‘Ilm wa Faḍlihi*. Translated by ‘Abd al-Razzāq Kānpūrī. Lahore: Idārah Islāmiyāt, 1977.
* Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ash‘ath. *al-Sunan*. Beirut: Dār al-Fikr, 1990.
* Al-Qushīrī, Muslim ibn Ḥajjāj. *Ṣaḥīḥ Muslim*. Beirut: Dār Iḥyā’ al-Turāth al-‘Arabī, 1990.
* Al-Bayhaqī, Aḥmad ibn al-Ḥusayn. *Shu‘ab al-Īmān*, Vol. 3. Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmīyah, 1992.
* Al-Qushīrī, Muslim ibn Ḥajjāj. *Ṣaḥīḥ Muslim*. Beirut: Dār Iḥyā’ al-Turāth al-‘Arabī, 1990.
* Ibn Mājah, Muḥammad ibn Yazīd. *al-Sunan*. Beirut: Dār al-Fikr, 1992.
* Muslim ibn Ḥajjāj. *Ṣaḥīḥ Muslim*. Beirut: Dār Iḥyā’ al-Turāth al-‘Arabī, 1990.
* Zaynī, Sayyid ‘Ubayd al-Salām. *Islāmī Ṣaḥāfat*. New Delhi: Markazī Maktabah Islāmī Publishers, 2002.
* Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā‘īl. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. Beirut: Dār Ṭawq al-Najāh, 1990.
* Muslim ibn Ḥajjāj. *Ṣaḥīḥ Muslim*. Beirut: Dār Iḥyā’ al-Turāth al-‘Arabī, 1990.
* *Mishkāt al-Maṣābīḥ*. Beirut: Dār al-Fikr, 1992.